Sadia jan
Ph.D Research Scholar, Department of Urdu, Hazara University, Mansehra.

Dr. Altaf Yousafzai
Associate Professor, Department of Urdu, Hazara University, Mansehra.

Dr.Rabia Shah
Lecturer, Department of Urdu, Hazara University, Mansehra

سعدیہ جان
پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر، شعبہ اردو ہزارہ یونی ورسٹی، مانسہرہ

ڈاکٹر الطاف یوسف زئی
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، ہزارہ یونی ورسٹی، مانسہرہ

ڈاکٹر رابعہ شاہ
لیکچرار، شعبہ اردو، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

آزاد کشمیر میں ڈرامہ کی روایت

The Tradition of Drama in Azad Kashmir

Abstract: This study explores the evolution and significance of drama as a viral form of literary expression in the cultural and socio political landscape of Kashmir. Anchored in the rich oral and written traditions of the region, Kashmiri drama has served as a mirror to societal values, historical transformations, and collective identity. The research delves into classical, modern, and contemporary dramatic works in Kashmiri, Urdu, and regional dialects, analyzing their thematic concerns, stylistic elements, and cultural underpinnings. It examines how playwrights have used drama to articulate resistances, preserve heritage, and voice the aspirations of Kashmiri society amidst political unrest and cultural transition. Through literary analysis, historical contextualization, and critical theory, the article asserts that drama in Kashmir is not merely a performing art but a profound literary force that contributes to the region's intellectual and emotional narrative. The study highlights the need for broader recognition and preservation of Kashmiri dramatic literature as a key component of south Asian literary scholarship.

Key words: Cultural underpinnings, dramatic, historical transformations, preserve heritage

ڈراما ادب کی وہ اہم صنف ہے جو نہ صرف تفریح فراہم کرتی ہے بلکہ معاشرتی، تہذیبی اور فکری پہلوؤں کی ترجمانی بھی کرتی ہے۔ یہ صنفِ ادب نہ صرف انسانی رویوں، جذبات اور سماجی روایات کی عکاس ہے بلکہ اصلاحی پہلو بھی رکھتی ہے۔ پاکستان میں ڈراما اور بطور خاص اردو ڈراما ایک مقبول اور بھرپور روایت رکھتا ہے اور اس روایت کا ایک نسبتاً کم اور منفرد پہلو کشمیر کی سرزمین سے جڑا ہے۔ سرزمینِ کشمیر جو نہ صرف قدرتی حسن اور جغرافیائی اہمیت کا خطہ ہے بلکہ اس کی تہذیب، ادب اور ذہانت بھی بے مثال ہے۔ یہاں کی لوک کہانیاں، ڈرامائی اظہار اور روایتی گیت صدیوں سے کشمیر کی ثقافت کا حصہ ہیں اور کشمیری سماج میں ڈراما ایک زندہ حقیقت رہا ہے۔ جس کی ابتدا، عرسوں، میلوں اور مذہبی تقریبات کے مواقع پر اسٹیج پر اپنا رنگ جماتی رہی ہیں۔

ڈراما دراصل کرکے دکھانے اور کرنے کی چیز ہے اور پڑھنے لکھنے کی کم ہے۔ اردو ادب میں رادھا کہنیا سے لے کر امانت لکھنوی کی اندر سبھا تک بہترین ڈرامے لکھے اور کرکے دکھائے گئے۔ کشمیر میں ڈراما ایک بھرپور ادبی و ثقافتی روایت بھی رکھتا ہے اور بہت قدیم بھی ہے اس خطے میں تو بہت صدیوں سے لوک تھیٹر، قصہ گوئی اور ثقافتی و مذہبی تقریبات کے ذریعے ڈرامائی اظہار مروج رہا۔ ریاست جموں و کشمیر میں صنف ڈراما سے متعلق ڈاکٹر برج بر ہمی لکھتے ہیں:

"ریاست جموں و کشمیر میں اردو ڈراما کی کمی یا دوسری اصناف کے مقابلے میں اس کی پسماندگی قابلِ فہم ہے۔ لیکن اس کی کمی کے یا وصف کشمیر میں ڈراما نگاری کی روایت سے انکار بھی ناممکن ہے۔"(۱)

ریاست جموں و کشمیر میں مذہبی اقدار اور دیومالائی تصورات کے باعث آرٹ اور ادب کو بہت ترقی ملی۔ وادی کشمیر جو نہ صرف اپنی شاندار، وادیوں، جھیلوں اور برف پوش پہاڑوں کی وجہ سے "جنت ارضی" کہلاتی ہے ایک گہرے فنکارانہ اور ثقافتی ورثے کا بھی حامل خطہ ہے۔ یہاں کی ڈرامائی روایت تو صدیوں پرانی ہے جو کہ نہ صرف تفریح کا ذریعہ رہی بلکہ سماجی بیداری، روحانی تعلیمات اور سیاسی مزاحمت کا اہم ذریعہ ہے۔

کشمیر میں ڈرامے کی ابتدا قدیم ہندوستانی تھیٹر اور سنسکرت ادب سے ملتی ہے۔ یہاں تک کہ کالی داس جیسے سنسکرت ڈراما نگاروں کے اثرات کشمیر کی ثقافت میں نمایاں ہیں۔ کشمیر میں فن ڈراما کا سفر ایک دل چسپ اور متنوع حیثیت کا حامل ہے جو صدیوں پر مشتمل ہے۔ اس لیے اس کی ادبی روایت میں ڈراما کا ایک خاص مقام رہا ہے۔ کشمیر میں شاعری، کہانی نویسی اور خاص طور پر ٹی وی، اسٹیج ڈرامے عوامی شعور کے اظہار کا ذریعہ ہے اور واقعتاً یہ فن ابتدا میں لوک انداز میں تھا جو وقت کے ساتھ اسٹیج، ریڈیو اور ٹی وی کے توسط سے جدید شکل میں ڈھلا۔ کشمیر میں ڈراما کی روایت "بھانڈ پتھر" سے جڑی ہے جو ایک لوک تھیٹر کی شکل تھی۔ بھانڈ پتھر میں مزاح، طنز اور معاشرتی اصلاح کے پہلو موجود ہوتے تھے۔ یہ روایت صدیوں پر محیط ہے اور کشمیری عوام کے مزاج کی نمائندگی کرتی رہی ہے۔ یہ فن "بھانڈ" نامی برداری سے وابستہ ہے۔ جو مزاحیہ اور طنزیہ انداز میں سماجی ناانصافی، حکمرانوں کی ناکامیوں اور روزمرہ کے مسائل کو اجاگر کرتے تھے۔ اس میں ناچ، گانا کشمیر میں ڈراما کی روایت کے متعلق نذیر تبسم لکھتے ہیں:

"کشمیر میں ڈراما نگاری کی روایت ایک طویل سفر کی کہانی ہے۔ جو رواتی لوک اسٹیج پر "بھانڈ پتھر" سے شروع ہو کر جدید اسلوب میں کشمیری ڈراموں تک پہنچی۔ ڈراما کشمیری عوام کے جذبات، دکھ، مزاحمت اور خوابوں کا آئینہ بن کر ابھرا ہے۔ ریڈیو پاکستان مظفر آباد اور بعد ازاں پی ٹی وی نے اس فن کو عوام تک پہنچانے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔"(۲)

ڈرامائی روایت کسی بھی خطے کی ثقافتی اور تخلیقی صلاحتیوں کی عکاس ہوتی ہے۔ خطہ کشمیر بھی فنونِ لطیفہ کا ایک مضبوط قلعہ رہا ہے۔ یہاں کا ڈراما ابتدائی طور پر دیگر خطوں میں ڈرامے کے آغاز کی طرح مذہبی رسومات اور داستان گوئی کی صورت میں سامنے آیا۔ جو وقت کے ساتھ اسٹیج اور پھر میڈیا میں منتقل ہوا۔ کشمیر کی ڈرامائی روایت بھی صدیوں کے ثقافتی امتزاج، سیاسی اتار چڑھاؤ اور فنکارانہ تجربات کا مرقّع ہے۔ اس روایت میں، ہندو، بدھ اور اسلامی ثقافتوں کا امتزاج نظر آتا ہے۔ ڈراما محض تفریح کا ذریعہ نہیں ہوتا بلکہ یہ اپنے پورے عہد کا ترجمان ہوتا ہے اور اپنے اندر فکر رکھتا ہے۔ اس کی تائید میں نذیر تبسم لکھتے ہیں:

"ڈراما محض تفریح نہیں ہے بلکہ ایک فکری مکالمہ ہے جو سامعین وناظرین کو سوچنے پر مجبوع کرتا ہے۔ کشمیری معاشرے کی تلخ حقیقتیں، سیاسی وسماجی، ثقافتی بقااور مزاحمتی تحریک کو جس خوبی سے ڈراموں میں پیش کیا گیاہے وہ کسی اور صنف میں ممکن نہ تھا۔"(۳)

خاص طور پر ڈرامے کی صنف تو کسی طور پر بھی تفریح کا ذریعہ نہیں رہی بلکہ یہ ثقافتی، سماجی اور سیاسی شعور کو اجاگر کرنے کا موثر ذریعہ رہا ہے۔ کشمیر کے ڈرامے کا مرکزی موضوع ہمیشہ مزاحمت، ثقافت، محبت، غربت، ہجرت اور ظلم رہاہے۔ اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ کشمیر کے لوک ڈراموں نے ہمیشہ دیہاتی علاقوں میں ثقافتی شعور کو بیدار کرنے کی کوشش کی جب کہ ان ڈراموں کے موضوعات مذہب اور تاریخ کے گرگھومتے تھے۔ اس کی تائید میں رشید گلزار لکھتے ہیں:

"کشمیری لوک تھیٹر نے صدیوں تک دیہاتی علاقوں میں ثقافتی شعور پیدا کیا ۔اس میں مذہب، تاریخ مزاح کو ڈرامائی اسلوب میں پیش کیا جاتا تھا۔"(۴)

ان کے ڈراموں میں جہاں ظرافت، روح سیاست، اسکندر، فراق خواب پریشاں اور پہلی پیشی، موجودہ لندن کے اسرار اور ڈرامے چند شامل ہیں یہ ڈرامے تمام خصوصیات کے حامل ڈرامے ہیں۔ زبان وبیاں کے ساتھ فکر کے اعتبار سے بھی بھرپور ڈرامے ہیں۔ ریاست جموں وکشمیر میں دیناناتھ بھی اردو ڈرامے کا ایک اہم نام ہے۔ ان کے ڈرامے کا نام رکمنی ہرن ہے جو کہ ۱۹۳۳ء میں منظر عام پر آیا۔ محمد دین فوق کا نام بھی ڈاکٹر محمد اجمل خان نیازی نے ایک ڈراما نگار کے حوالے سے سامنے لایا ہے جس کا نام "زمین دار سرگزشت" ہے اور یہ ڈراما ۱۹۵۰ء کی دہائی میں لکھا گیا ہے۔ ریڈیو جموں وکشمیر کے ڈراما نویسیوں میں پشکر ناتھ کا نام سہر فرست ہے۔ جنھوں نے چندر مکھی جو کہ ان کا مشہور زمانہ ڈراما تھا اس کے علاوہ تین اردو ڈرامے ہیں۔ ان کے علاوہ رام کمار ابرول کے بھی بے شمار ڈرامے ہیں۔ ریڈیو جموں کے ڈراما نگاروں کے اور جو نام قابل ذکر ہیں ان میں مہیش شرما، سکھ دیو، مہیش شاکر شرما کے علاوہ بے شمار نام ملتے ہیں۔

ریاست جموں وکشمیر میں اردو ڈرامے کی تعمیر وترقی میں ریڈیو سرینگر اور جموں کا اہم کردار ہے:

"برطانوی دور میں تعلیم اور پرنٹنگ پریس کے ذریعہ ڈرامہ ایک تحریری اور اسٹیج آرٹ کی شکل میں ڈھلنے لگا۔ ۱۹۴۰ء کی دہائی میں ریڈیو کشمیر سری نگر کے قیام نے ڈرامانویسی کو فروغ دیا۔ ریڈیو پر جو ڈرامے نشہ کیے جاتے تھے ان میں سیاسی اور معاشرتی مسائل زیر بحث آئے"(۵)

آزاد کشمیر میں اردو ڈراما کی ایک مکمل اور بھرپور روایت آزاد کشمیر ریڈیو ہے۔ اس وقت آزاد کشمیر میں اس کی تین اہم نشر گاہیں ہیں۔ جن میں مظفر آباد، تراڑ کھل اور میرپور شامل ہیں۔ یہ نشر گاہیں آزاد کشمیر کے ڈراما نگاروں کو ایک پلیٹ فارم مہیا کرتی ہیں۔ ریڈیو کا قیام نہ صرف ریاستی شناخت کے تحفظ کا ذریعہ بنا بلکہ یہ ایک تعلیمی ثقافتی اور ادبی پلیٹ فارم بھی فراہم کرنے لگا۔

ریڈیو آزاد جموں وکشمیر نے مقامی زبانوں (پہاڑی، گوجری، کشمیری) میں پروگرام نشر کر کے ان زبانوں کو زندہ رکھا۔ اس کے ساتھ اردو زبان میں ڈرامے، مشاعرے، انٹرویو اور لوک موسیقی کے پروگرام پیش کیے گئے جنھوں نے خطے کی ثقافت کو فروغ دیا۔ خاص طور پر "ریڈیو ڈراما" ایک اہم صنف رہی، جس میں مقامی ادیبوں، ہدایت کاروں اور فن کاروں نے شرکت کی۔ ڈاکٹر نثار شوق ریڈیو کے کردار کے حوالے سے کہتے ہیں:

”ریڈیو آزاد کشمیر نے آزادی کشمیر کی تحریک کو اجاگر کرنے کے لیے خصوصی پروگرام نشر کیے جن میں مقبوضہ کشمیر کے عوام پہ ہونے والے مظالم، خبریں، تجزیے اور مباحثے شامل تھے۔ یہ پروگرام سامعین میں قومی شعور پیدا کرنے کا سبب بنے۔“(۶)

ڈرامے کا وہ سفر جو بھانڈ پتھر سے شروع ہو کر ریڈیو تک پہنچا وہ فروری ۲۰۰۴ء میں ٹیلی ویژن آزاد جموں و کشمیر تک رسائی پا گیا۔ آزاد جموں و کشمیر ٹیلی ویژن کی باقاعدہ نشریات کا آغاز فروری ۲۰۰۴ء میں ہوا جس کی اہمیت کو یوں رقم کیا گیا ہے:

”آزاد جموں و کشمیر ٹیلی ویژن کی نشریات کا باضابطہ آغاز ۲۰۰۴ء میں پی ٹی وی مظفر آباد سینٹر کے قیام سے ہوا۔ اس سے قبل مظفر آباد میر پور اور دیگر علاقوں میں مقامی فنکاروں اور ہدایت کاروں کے پاس کوئی ایسا پلیٹ فارم نہیں تھا جو ان کے فن کو قومی سطح پر پیش کر سکے۔“(۷)

آزاد جموں و کشمیر ٹیلی ویژن نے نہ صرف علاقائی ڈرامہ کو فروغ دیا بلکہ فنکاروں کو آگے لانے اور کشمیری ثقافت کو محفوظ رکھنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ ٹی وی ڈرامانے معاشرتی اصلاح، تعلیم، خواتین کے حقوق، بچوں کی تربیت اور نوجوانوں کی فکری تربیت میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ ڈراما ایک ایسا موثر ذریعہ ثابت ہوا جس کے ذریعے ناظرین تک پیغام جلد اور گہرائی سے پہنچایا گیا۔ پروفیسر شکیلہ یاسمین لکھتی ہیں:

”ٹیلی ویژن نے مقامی ثقافت، زبان، لوک ادب اور معاشرتی مسائل پر مبنی ڈراموں کو فروغ دیا۔ ان ڈراموں میں کشمیری معاشرت، رسم و رواج، رشتوں کی نزاکت اور عمومی جذبات کی عکاسی کی گئی ہے۔“(۸)

کشمیر اور اردو زبان کا رشتہ بہت پرانا تو نہیں لیکن جس طرح سے اردو زبان نے کشمیر سے اپنا رشتہ جوڑا اس سے کشمیر کی آشنائی و انس صدیوں پر محیط لگتا ہے اور کشمیر تو اردو ادب و زبان کی آماجگاہ نظر آتا ہے۔ ریاست جموں و کشمیر تو ازل سے ادب کی تمام اصناف مقبولیت حاصل کرتی رہی ہیں لیکن ان تمام اصناف میں اردو ڈرامے کی موجودگی کا احساس زیادہ فعال طریقے پر درج ہوا۔ کشمیر جو صدیوں سے مختلف ثقافتی امتزاج اور مذہبی افکار کی آماجگاہ رہا ہے۔ کشمیر میں پہلی سنہ عیسویں سے لے کر پانچویں سنہ عیسوی تک بدھ مذہب کی چھاپ اس پر گہری رہی ہے کشمیر کے مقامات میں بدھ مذہب کے دور میں ناٹیہ، ناچ اور موسیقی کے اہم مراکز رہے۔ بدھ مذہب کے بعد برہمن کی اجارہ داری قائم ہونے کے باعث پراکرت اور براچڈ زبانوں کا خاتمہ اور سنسکرت زبان کو فروغ ملا اور پھر سنسکرت زبان میں ادب اور فنون کو بہت ترقی ملی۔ جس کا اثر بارھویں صدی میں آکر زائل ہوا۔

جب قتل و غارت کا بازار گرم ہوا اور عوام مشکلات کا شکار ہوئے تو شیخ العالم اور لل دید کے کلام کو اگر دیکھا جائے تو ان کے کلام کو پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت تک لوک اداکاروں کو ان کے دور تک کافی اہمیت مل چکی تھی اور یہ چودھویں صدی کے اختتام کا نہ بنتا ہے۔ بھانڈ پتھر کو اصل فروغ ریشی تحریک کی وجہ سے سولھویں صدی میں جا کر نصیب ہوا۔ لیکن سترہویں صدی کے آغاز سے ہی کشمیر میں شخصی راج کے قائم ہونے سے جو بے چینی پھیلی اس میں ان بھانڈوں کا اہم کردار تھا۔ زمانہ گزرتا رہا بالآخر ایران و ہند اور عربی و ترکی کے ادبی، تہذیبی اور لسانی امتزاج سے ایک ایسی زبان کو وجود ملا جو اردو کہلائی۔ اس زبان سے ہندوستان کو لسانی سحر کاری اور ادبی چاشنی سے واقفیت ملی۔ جس سے اب تک ہندوستان کی عوام محروم تھی۔ اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی اردو ڈراما ہے۔ ریاست جموں و کشمیر میں اردو ڈرامے کے واضح رنگ انیسویں صدی میں

نظر آتے ہیں۔ مہاراجہ رنبیر سنگھ تو ادب اور تہذیب کا دلدادہ تھا راس لیلا اسی دور کی پیداوار تھی۔ رنبیر سنگھ کے بعد پرتاب سنگھ کے عہد میں کشمیر کے باہر سے ناٹک کمپنیوں اور لیلا پارٹیوں کا سکہ رائج ہوا اور لوگوں کو تفریح کے نئے مواقع فراہم ہوئے۔ ان کے بعد تو اداکاروں اور ڈراما نویسوں کی طویل فہرست ملتی ہے جن کی بدولت ڈراما نئی سمت سے آشنا ہوا۔ کشمیر میں اردو ڈرامے کی روایت کے متعلق آزاد کشمیر کے مایہ ناز ڈراما نگار اشتیاق احمد آتش لکھتے ہیں:

> "تقسیم سے پہلے جب مہاراجہ پونچھ میں وارد ہوتے تو ان کی دل نوازی کے لیے کوٹلی میں ایک ڈراما ہوا جس کا ایک کردار محی الدین قادری اب بھی کوٹلی میں موجود ہیں۔ خواجہ عطا محی الدین آج کا سنئیر وکیل اور سیاسی راہنما بھی ہیں۔ پھر ہمیں پچاس کی دہائی میں مظفر آباد میں ڈرامے کی روایت ملتی ہے۔ اس وقت کے طالب علم وقار ملک (ریٹائرڈ ڈائریکٹر کالجز، چیئرمین تعلیمی بورڈ)، افتخار ملک (ریٹائرڈ پروگرام منیجر آزاد کشمیر ریڈیو) اور ان کے ساتھی ان ڈرامائی سرگرمیوں میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔" (۹)

تقسیم ہند کے المیے سے کون انکاری ہو سکتا ہے جس میں لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن گئے۔ حکومت کی عنان عوام کو مل گئی جس کی قیادت اس وقت کے کشمیر کے بڑے راہنما شیخ عبداللہ کر رہے تھے انھوں نے نیشنل ملیشیا نام سے ایک جماعت بنائی جس میں پوری وادی کے مایہ ناز شاعر، ادیب، مصور، دانشور اور باشعور لوگ شامل ہوئے۔ پردیسی جو اس زمانے کے معروف ڈراما نگار تھے ان کے ڈراموں میں، جوابی حملہ، مجاہد شیر وانی، سنگ تراش، سنکرات اور معتصم کی ایک رات وغیرہ شامل ہیں۔ پردیسی کے علاوہ راج ہنس کھنہ، محمود ہاشمی، پریم ناتھ، دینا ناتھ، قیصر قلندر، موہن لال، صلاح الدین نور محمد روشن، اوشا کشپ، سمتر الکھوارا، پران کشور اور درگا سکھ کے نام قابل ذکر ڈراما نگاروں میں آتے ہیں۔ محمود ہاشمی پہلے ڈراما نگاروں میں سے تھے جن کا ڈراما "کشمیر یہ ہے" ریاست کا پہلا تھیٹری ڈراما کے طور پر سامنے آیا۔ دبستان جموں و کشمیر میں آنند لہر ایک اہم نام ہے۔ آنند لہر نے ناول اور افسانے کے ساتھ ایک ڈراما نگار کی حیثیت سے بھی نام کمایا۔ ان کے مشہور ڈراموں میں "نروان" اور "تپسوی کون" ہیں۔ ڈراما نگاری میں ایک اور اہم نام "نور شاہ" کا ہے۔ انھوں نے بھی افسانہ، ناول اور ڈراما تینوں اصناف میں نام کمایا۔ ان کا مشہور زمانہ ڈراما "سفر زندگی کا" ہے۔

کشمیر کے ایک اور مشہور ڈراما نگار راجہ یوسگ ہیں یہ معروف شاعر اور افسانہ نگار بھی رہے۔ راجہ یوسف نے کشمیری اور اردو دونوں زبانوں میں ڈرامے لکھے۔ ان کے ڈراموں میں سنہرے ورق، حساب ماسٹر، زمانے کی ہوا۔ ست رنگ، آبشار، پرایا آنگن، اور رنگ بہ رنگ اہم ہیں۔ ان کے علاوہ ایک اور ڈراما نگار محمد امین بٹ ملتا ہے ان کے زیادہ تر ڈرامے کشمیری میں ہیں لیکن کچھ ڈرامے انھوں نے اردو میں لکھے۔ ان کے ڈراموں میں کرن کرن اجالا، سحر ہونے تک، نئی صبح اور روح کی آہٹ کے نام آتے ہیں۔ پروفیسر ظہور الدین کا نام بھی کشمیر کے معروف ڈراما نگاروں میں آتا ہے ان کے تقریباً دس اردو ڈرامے ہیں جو رسالوں میں وقتاً فوقتاً شائع ہوئے۔

اشرف عادل بھی کشمیر کے ڈراموں کا ایک اہم نام ہے انھوں نے تین درجن کے قریب ڈرامے لکھے۔ ان کے ڈراموں میں مسیحا، سفید خون، انصاف، اعتبار، نفرت کی لکیر اور سایہ اہم ہیں اور تمثیل داغ ان کا مشہور ڈراما ہے۔ بشیر شاہ جو کہ بنیادی طور پر افسانہ نگار ہیں لیکن ان کے ڈراموں نے بھی بے پناہ مقبولیت حاصل کی۔ ان کے ڈراموں کا مجموعہ "بارش کا پہلا قطرہ" کے نام سے شائع ہوا۔ مشتاق مہدی کا نام کشمیری ڈراما نگاروں

میں ایک اہم نام ہے ان کے مشہور ڈراموں میں ’’خواب اور کالے نگر‘‘ شامل ہے۔ ان ڈرامانگاروں کے علاوہ عمر مجید، بلراج بخشی، ولی محمد، زاہد مختار ،شوکت نسیم، پرویز ملک، ریاض معصوم قریشی، غلام نبی اور علی محمد لون وغیرہ کے نام آتے ہیں۔

اردو ڈرامے کو کشمیر میں تقویت دینے میں جموں و کشمیر کلچرل اکیڈمی کا ایک اہم کردار رہا ہے۔ اس ادارے نے ادب میں بڑے کارنامے انجام دیے۔ یہ ادارہ زبان و ادب، اسٹیج، موسیقی ثقافت اور رقص وغیرہ میں نہ صرف آبیاری کرتا رہا بلکہ مالی امداد بھی دیتا رہا۔ مختصراً یہ کہ ریاست جموں وکشمیر میں فن افسانہ نگاری کے برعکس ڈراما کم تو جیہی کا حامل رہا ہے لیکن پھر بھی یہاں پر بڑے بڑے ڈرامانگار پیدا ہوئے جن کے کارناموں سے انکار ممکن نہیں اور یہ روایت اسی جذبے سے آج بھی جاری وساری ہے اور آئندہ بھی رہے گی۔ یہ ڈرامانگار جو ڈرامے لکھتے ہیں ان کے ڈرامے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے لوگوں تک پہنچتے ہیں اور اس بات کا بھی انکار ممکن نہیں کہ آج بھی آزاد کشمیر میں پروفیشنل تھیٹر زیا تربیتی اداروں کی کمی ہے زیادہ تر ڈرامے شوقیہ فنکاروں کے ذریعے پیش کیے جاتے ہیں جنھیں فنڈنگ یا تکنیکی وسائل کی کمی کا سامنا ہے۔ خطّے کے سیّاسی تنازعات اور معاشی چیلنجز کی وجہ سے ثقافتی سرگرمیوں کو ترجیح کم دی جاتی ہے جس سے اسٹیج ڈراموں کی ترقی متاثر ہو رہی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ برج برہمی، ڈاکٹر۔ مشمولہ، شیرازہ شمارہ ن،م، جلد ۳۸، جموں اینڈ کشمیر: اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگو ئجز، ۲۰۰۲ء۔ ص ۱۷۸

۲۔ تبسم نذیر۔ کشمیر کا ادبی منظر نامہ۔ مظفر آباد: ادارہ فروغ ادب، ۲۰۰۲ء۔ ص ۱۱۸

۳۔ ایضاً

۴۔ رشید گلزار۔ کشمیری زبان وادب کا ارتقائی جائزہ۔ سرینگر: کشمیر بک فاونڈیشن، ۲۰۰۸ء۔ ص ۸۸

۵۔ Bhat, Riyaz Punjabi. Cultural Renaissance in Kashmir, Srinagar: Gulham Books,2001.

۶۔ نثار شوق، ڈاکٹر۔ ریڈیو کا قومی کردار، مشمولہ، فکر و فن (ماہ نامہ) لاہور: مارچ ۲۰۰۳ء۔ ص ۱۵

۷۔ پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن۔ سال نامہ، ۲۰۰۵ء۔ ص ۱۱

۸۔ شکیلہ یاسمین، پروفیسر۔ کشمیر کے ڈرامے: تصویری اظہار، مشمولہ، جامعہ آزاد کشمیر تحقیقی مجلہ ۲۰۱۲ء۔ ص ۳۶

۹۔ اشتیاق احمد آتش۔ آزاد کشمیر میں اردو ڈرامے کی روایت، مشمولہ، آزاد کشمیر میں اردو کا نثری ادب: تحقیقی و تنقیدی مطالعہ از ڈاکٹر افتخار مغل، مقالہ برائے پی ایچ ڈی اردو، غیر مطبوعہ۔ ص ۱۳۸